CHILDREN'S BOOK TRUST
NEW DELHI
چمکی
نے خط ڈالا
مصنف :
مترا پھوکن
مترجم :
عائشہ خاتون

چمکی نے

خط ڈالا

مصنف

مرزا پھوکن

مصور

تپس گوہا

مترجم

عائشہ خاتون
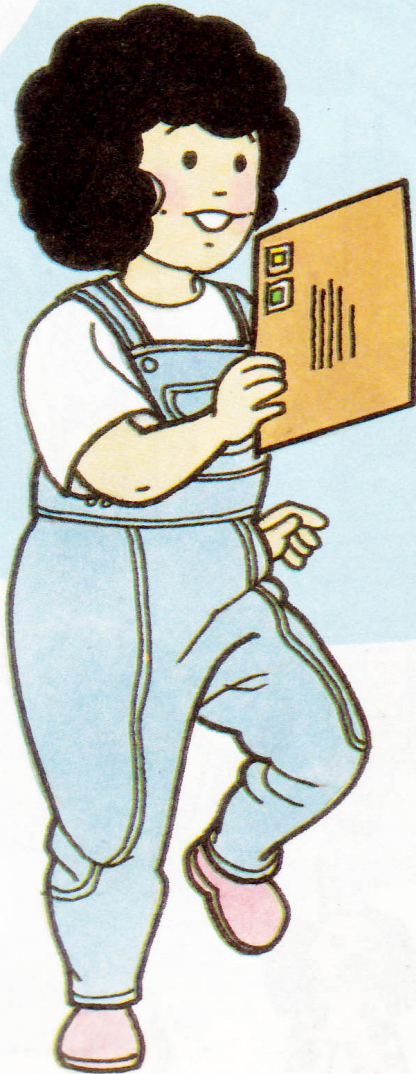
چلڈرن بک ٹرسٹ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

بچوں کا ادبی ٹرسٹ

گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ اسکول بند تھے۔ اس لئے صبح صبح چمکی اپنے کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔ اس وقت وہ اپنی گڑیوں کو سجانے سنوارنے میں اتنی لگی ہوئی تھی کہ اسے اپنی امی کے کمرے میں آنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔

امی نے بالکل اس کے پاس آکر کہا۔ "چمکی! میں تمہیں کتنی دیر سے پکار رہی ہوں!"

"ارے آپ کب آئیں۔" چمکی نے چونکتے ہوئے کہا۔ "مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ اور یہ کیا ہے؟ آپ کے ہاتھ میں؟"

"کیا تم میرا ایک چھوٹا سا کام کردو گی؟" امی نے پوچھا۔

گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں اپنے امی پاپا کی مدد کرنا چمکی کو بہت اچھا لگتا تھا۔ کبھی وہ کھانا لگانے میں اپنی امی کی مدد کر دیتی تو کبھی ان کے ساتھ بازار اور بینک چلی جاتی۔ کبھی پاپا کا اسکوٹر صاف کرنے میں ان کی مدد کر دیتی تو کبھی ان کے جوتوں پر پالش کر کے انھیں ایسا چمکا دیتی کہ ان میں اپنا منھ دیکھنے لگتی۔

اسی لیے اس نے خوش ہو کر جلدی سے پوچھا۔ "کیا کام کرنا ہے"

"یہ بہت ضروری خط ہے جو تمہاری آنٹی شیلا کو فوراً بھیجنا ہے۔
مگر اس وقت میں ایک ضروری کام کر رہی ہوں اس لئے میں ابھی نہیں
جاسکتی۔ کیا تم اسے لیٹر بکس میں ڈال آؤ گی؟" امی نے کہا۔ چمکی بڑے
جوش کے ساتھ اٹھی "جی ضرور۔ میں جاسکتی ہوں۔ کئی بار آپ کے ساتھ
وہاں جا بھی چکی ہوں۔ وہی اونچا سا لال ڈبہ نا! جس میں ہم اپنے خط ڈالتے
ہیں۔ وہ سڑک کے کنارے ہی تو ہے۔"

"مگر تم اکیلی کبھی نہیں گئی ہو۔ آج اکیلی چلی جاؤ گی؟" امی نے پوچھا۔

"امی! اب میں سات سال کی ہوگئی ہوں، اور چار مہینے بعد آٹھ سال کی ہوجاؤں گی۔ اب میں بالکل اکیلی جاسکتی ہوں۔ لیٹر بکس سڑک کے اسی طرف تو ہے۔ مجھے سڑک بھی پار نہیں کرنی پڑے گی" چمکی نے خود کو کچھ بڑا دکھانے کی کوشش کی۔

اس نے جلدی جلدی اپنے کپڑے ٹھیک کیے اور بالوں میں کنگھا کیا۔ امی نے چمکی کو خط دیتے
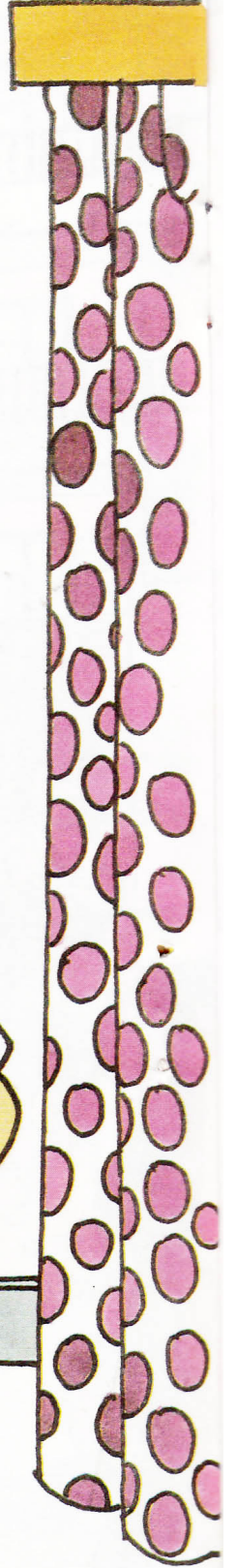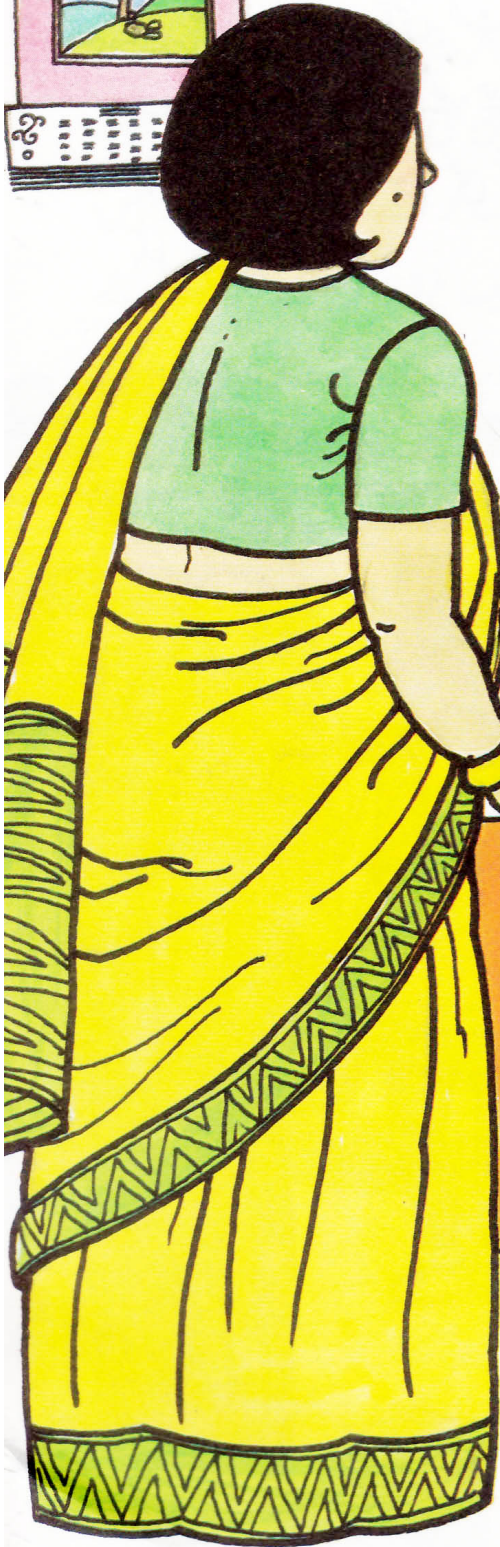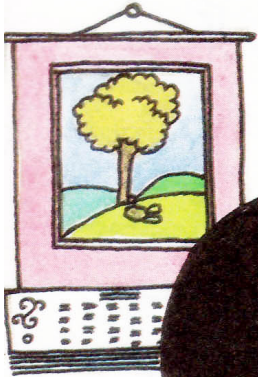
ہوئے کہا، "دیکھو چمکی۔ سنبھل کے جانا بیٹا۔"

چمکی نے خط کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس پر رنگ برنگا بڑا سا ٹکٹ لگا ہوا تھا۔ وہ خط لئے گھر کے بڑے دروازے سے باہر نکل کر سڑک پر آگئی۔ فٹ پاتھ پر بہت سے لوگ تیزی سے ادھر ادھر آجا رہے تھے، جیسے ضروری کام میں مصروف ہوں۔ شاید کسی نے سوچا بھی نہیں کہ چمکی ہاتھ میں خط لئے اکیلی چلی جارہی ہے۔
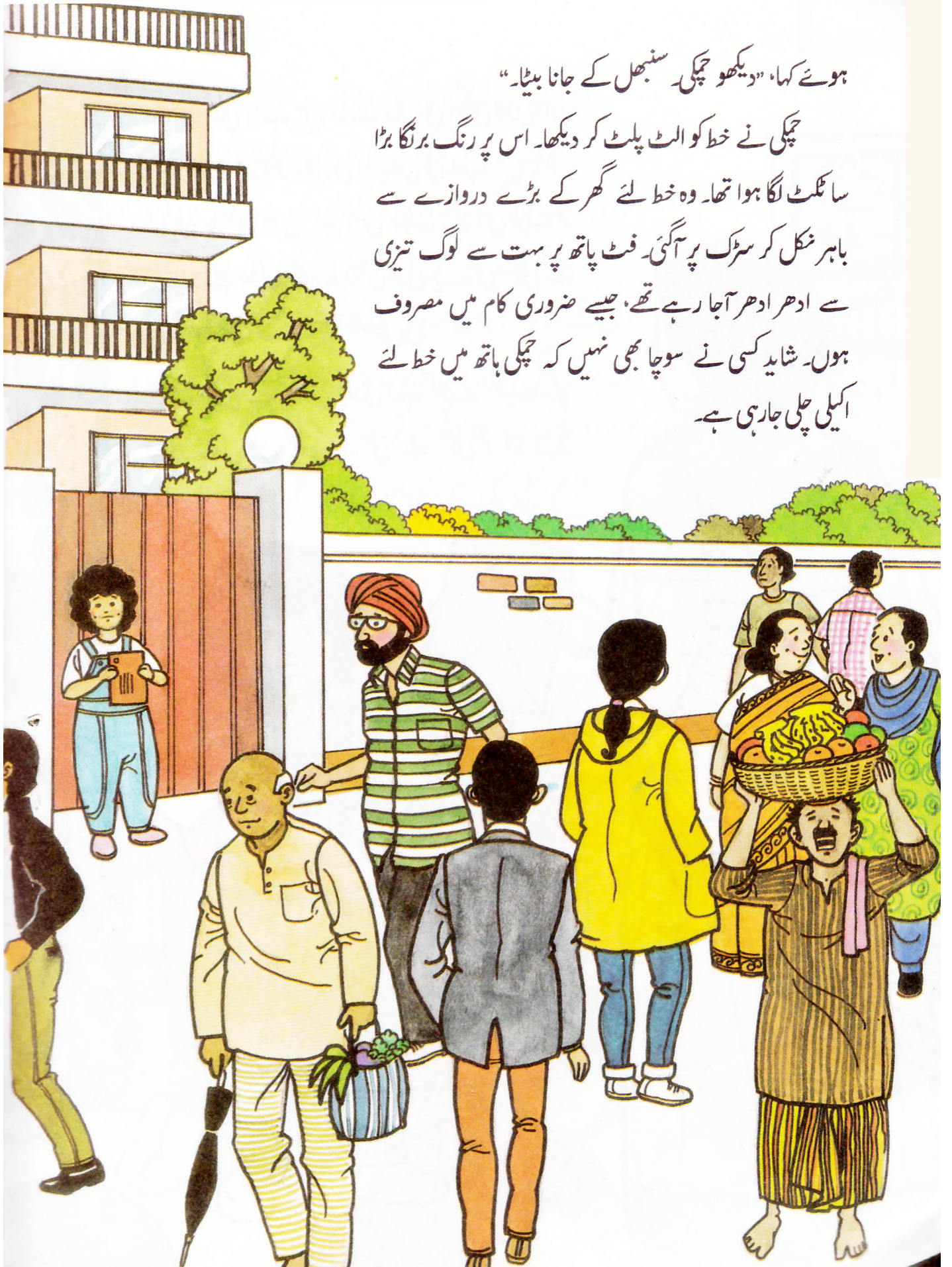
چمکی خط ڈالنے کے لیے آج پہلی بار گھر سے اکیلی باہر نکلی تھی۔
وہ اپنے آپ کو کافی اہم اور بڑا سمجھ رہی تھی۔

سڑک پر گاڑیاں شور مچاتی ادھر سے ادھر دوڑ رہی تھیں۔ بڑا شور ہو رہا تھا۔ چمکی نے دیکھا ایک بڑی سی ایمبولینس آئی۔ اس پر ایک لال بتی جل بجھ رہی تھی۔ چمکی رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اسکوٹر، بس، کار، رکشا اور دوسری گاڑیاں ایک طرف کو ہٹ گئیں اور پہلے ایمبولینس کو جانے دیا۔ اس نے سوچا کوئی آدمی بہت زیادہ بیمار ہوگا۔
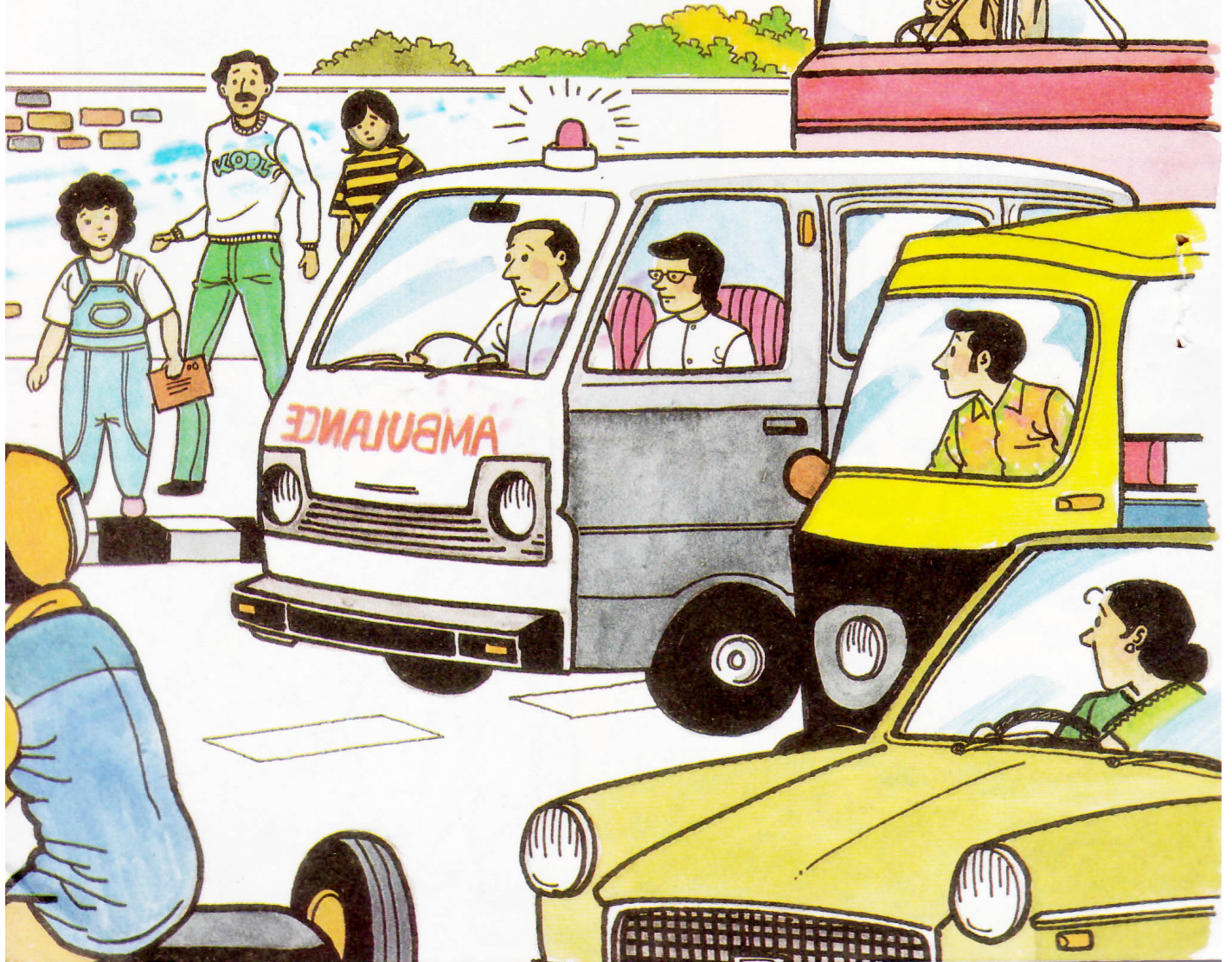
وہ کچھ آگے بڑھی ہی تھی کہ اچانک بھوری بھوری آنکھوں اور لمبی سی زبان والی کسی چیز نے اس کا راستہ روک لیا۔ ایک ہلکی سی چیخ مار کر چمکی نے اوپر دیکھا۔ ایک لمباسا آدمی ہاتھ میں چمڑے کا پٹہ پکڑے کھڑا تھا۔ مگر اس کی آنکھوں سے غصہ نہیں جھلک رہا تھا۔

"ڈرو نہیں، منّی ..... یہ راجا ہے۔ میرا کتّا۔ یہ تم سے دوستی کرنا چاہتا ہے" لمبے آدمی نے کہا۔

چمکی نے بڑے سے کتے کی طرف دیکھا جو بڑی تیزی سے اپنی دم ہلا رہا تھا، اور چمکی کی طرف دیکھ کر بار بار اپنی لمبی سی زبان نکال رہا تھا۔ جیسے ابھی اسے چاٹنے لگے گا۔ چمکی راجا کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولی "راجا! تم کسی دن میرے گھر آنا اس وقت تو میں بہت جلدی میں ہوں۔ مجھے اپنی امی کا ایک بہت ضروری کام کرنا ہے۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔
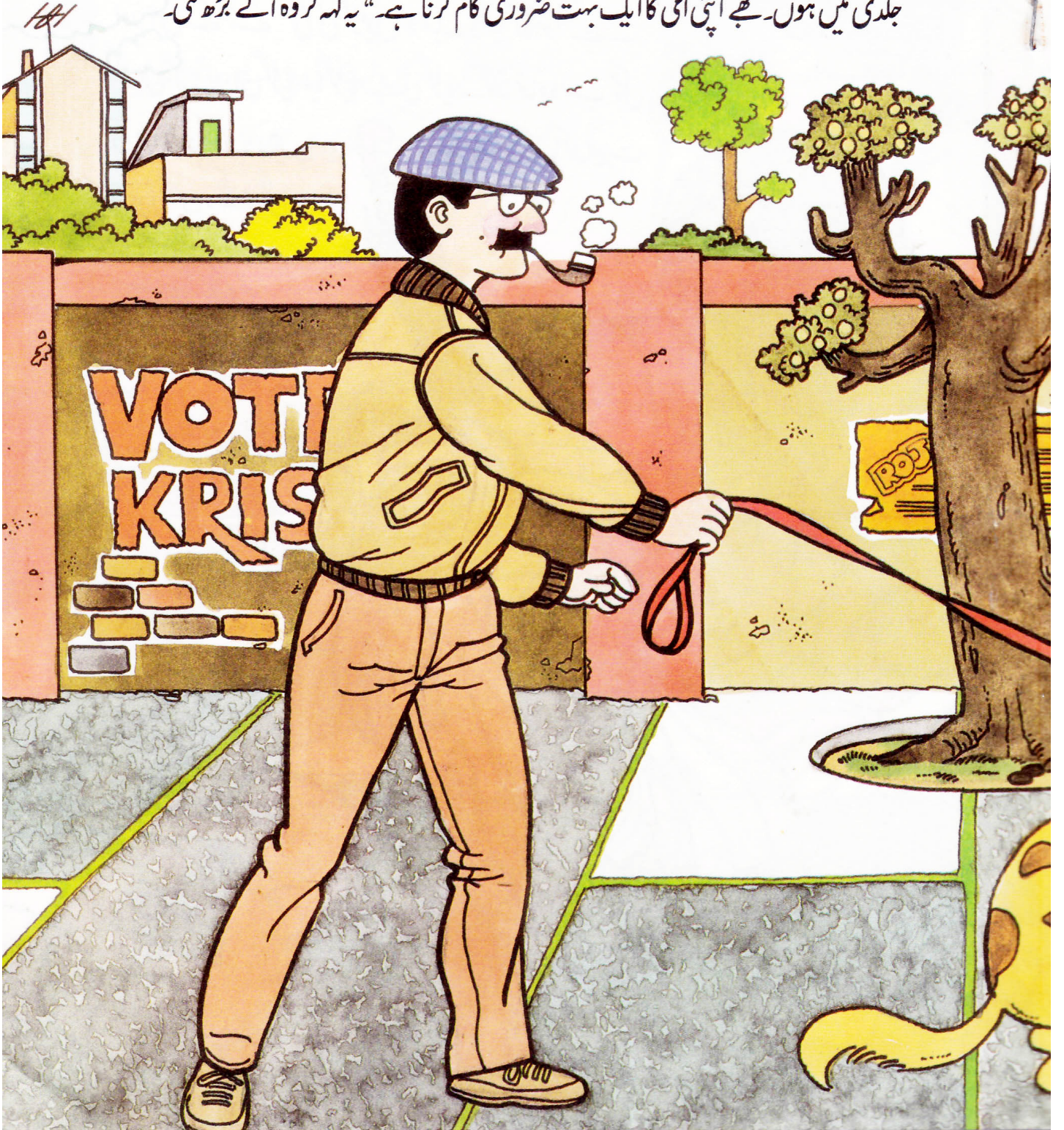
ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ اس نے دیکھا، ایک
آدمی دیوار کے سائے میں فٹ پاتھ پر کپڑا بچھائے بیٹھا ہے۔
اور اس کے آگے مٹی کی گڑیوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے۔۔۔۔
گڑیاں، گڈے، امی گڑیا، ابا گڑیا، بے بی گڑیا۔۔۔ لگتا تھا وہ سب چمکی
کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ چمکی رک کر حیرت
سے انھیں دیکھنے لگی۔
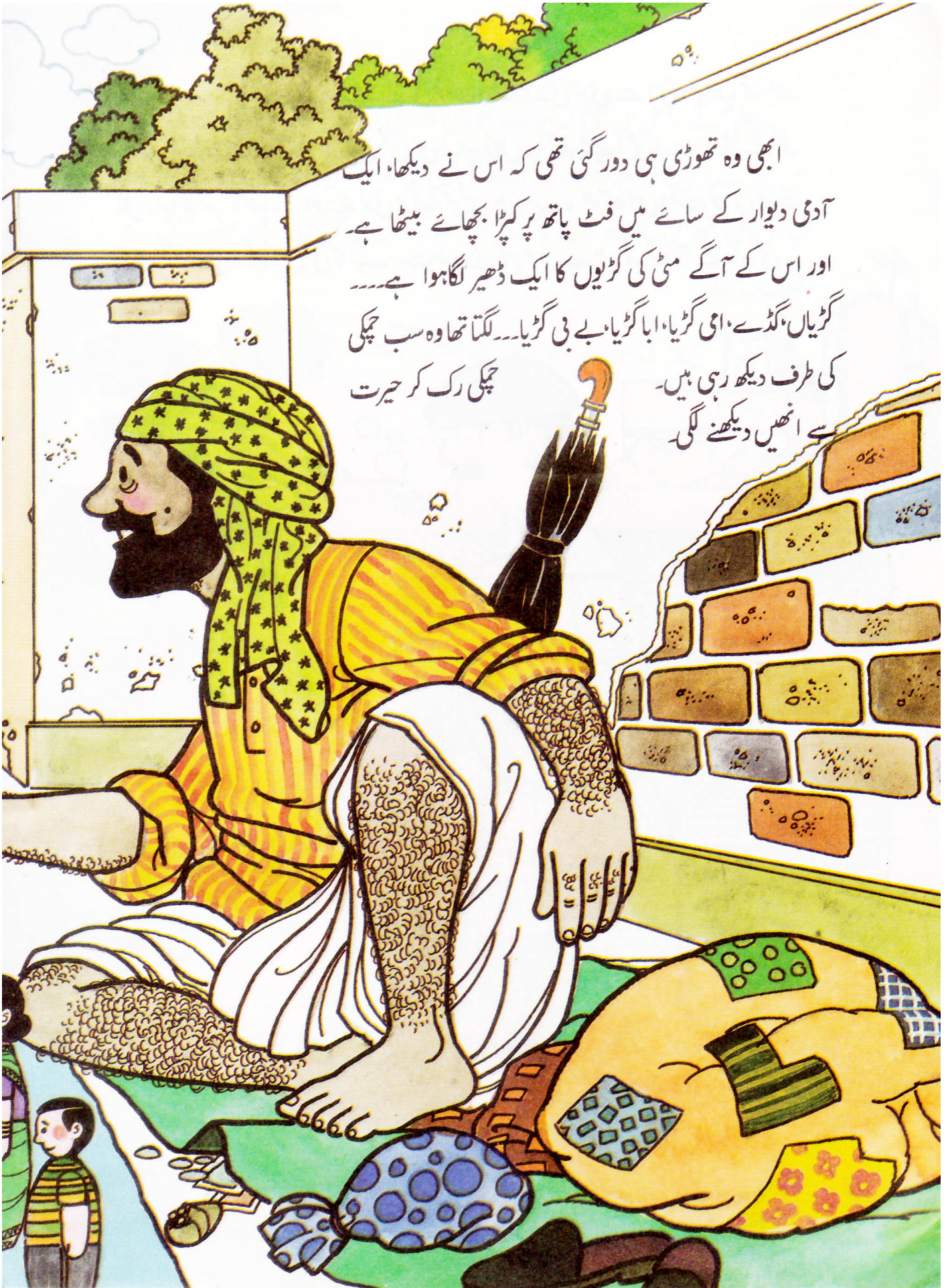
"کیا تم یہ گڑیا خریدو گی۔ بہت سستی ہیں۔
ایک گڑیا صرف پانچ روپے کی ہے۔" اس آدمی نے
چمکی سے پوچھا۔
"نہیں! میں بعد میں اپنے امی پاپا کے ساتھ آؤں
گی۔ ابھی تو مجھے ایک بہت ضروری کام کرنا ہے۔" یہ
کہہ کر چمکی آگے چل دی۔

اب لیٹر بکس تھوڑی ہی دور رہ گیا تھا۔ آتے جاتے بہت سے لوگوں کے بیچ میں لال، چمکتا ہوا لیٹر بکس اسے صاف نظر آرہا تھا۔ چمکی خط کو احتیاط سے سنبھالے لیٹر بکس کی طرف بڑھی۔ مگر قریب پہنچ کر وہ چونک پڑی۔
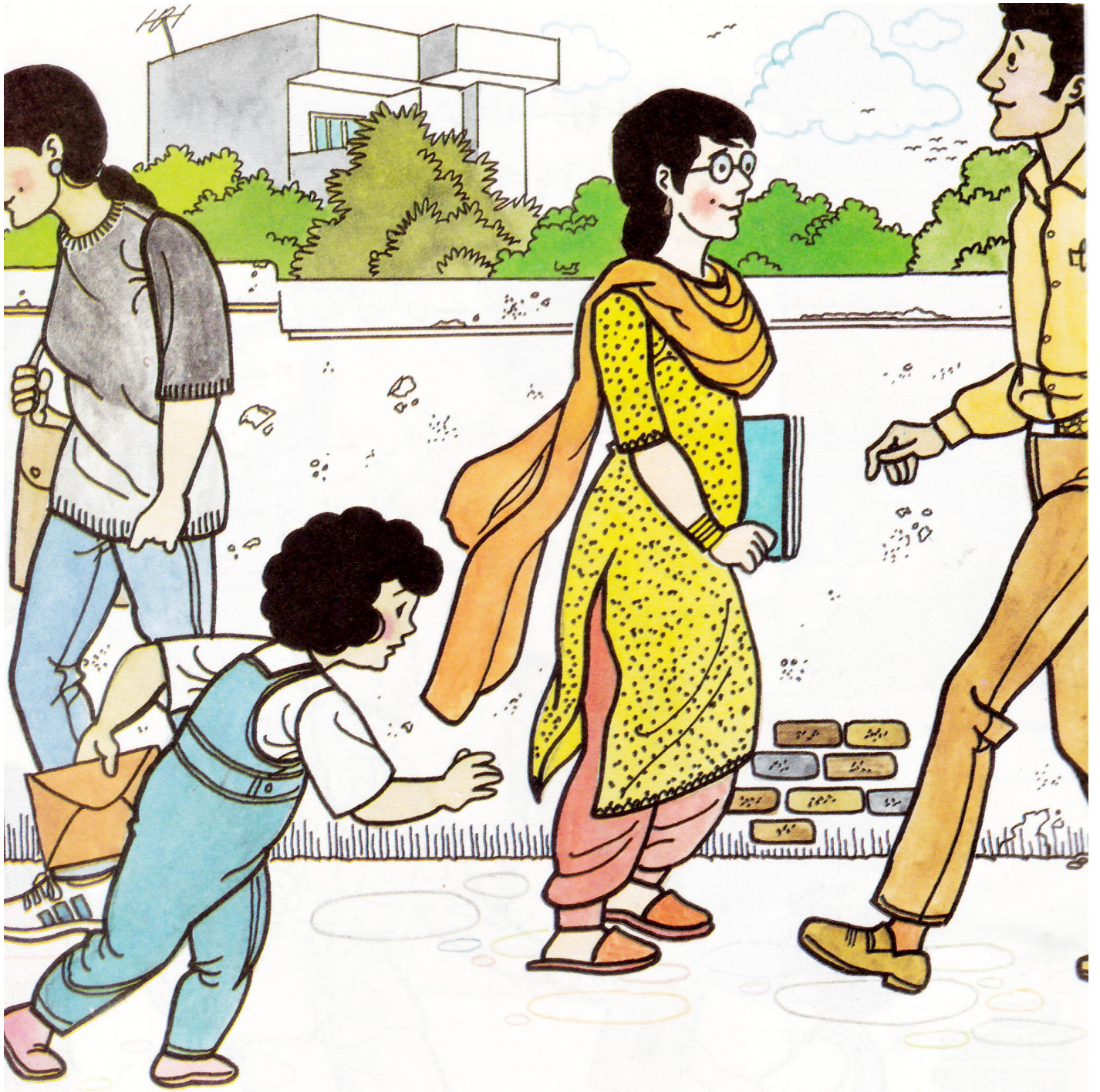
خاکی کپڑے پہنے، پیٹھ پر ایک موٹا سا تھیلا رکھے ایک آدمی. جھک کر لیٹر بکس کا
چھوٹا سا دروازہ کھول رہا تھا "یہ کون ہے؟ کیا چور ہے؟ اس نے لیٹر بکس کا دروازہ
کیوں کھولا؟، چمکی اسے گھور کر دیکھنے لگی۔ "کیا اسے شور مچانا چاہیئے؟"

ابھی چمکی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس آدمی نے پیچھے پلٹ کر چمکی کو دیکھا اور پیار سے کہا۔

"اے منّی! تم شاید یہ خط لیٹر بکس میں ڈالنا چاہتی ہو۔ اچھے وقت پر آگئیں۔ لاؤ اب یہ مجھے دے دو۔ میں لیٹر بکس کے سارے خط نکال رہا ہوں میں تمہارا خط بھی اپنے تھیلے میں ڈال لوں گا۔" چمکی کچھ سمجھ گئی۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے اپنا خط اس آدمی کو دیتے ہوئے پوچھا "کیا تم ڈاکیے ہو؟۔"

ہاں! میں ڈاک خانے میں کام کرتا ہوں۔ میں لیٹر بکس سے خط نکالتا ہوں۔ پھر انھیں ڈاک خانے لے جاتا ہوں۔ وہاں سے وہ سارے خط اپنے اپنے پتے پر بھیج دیے جاتے ہیں۔ میں تمہارے خط کو بھی احتیاط سے پہنچا دوں گا۔" اس آدمی نے کہا۔
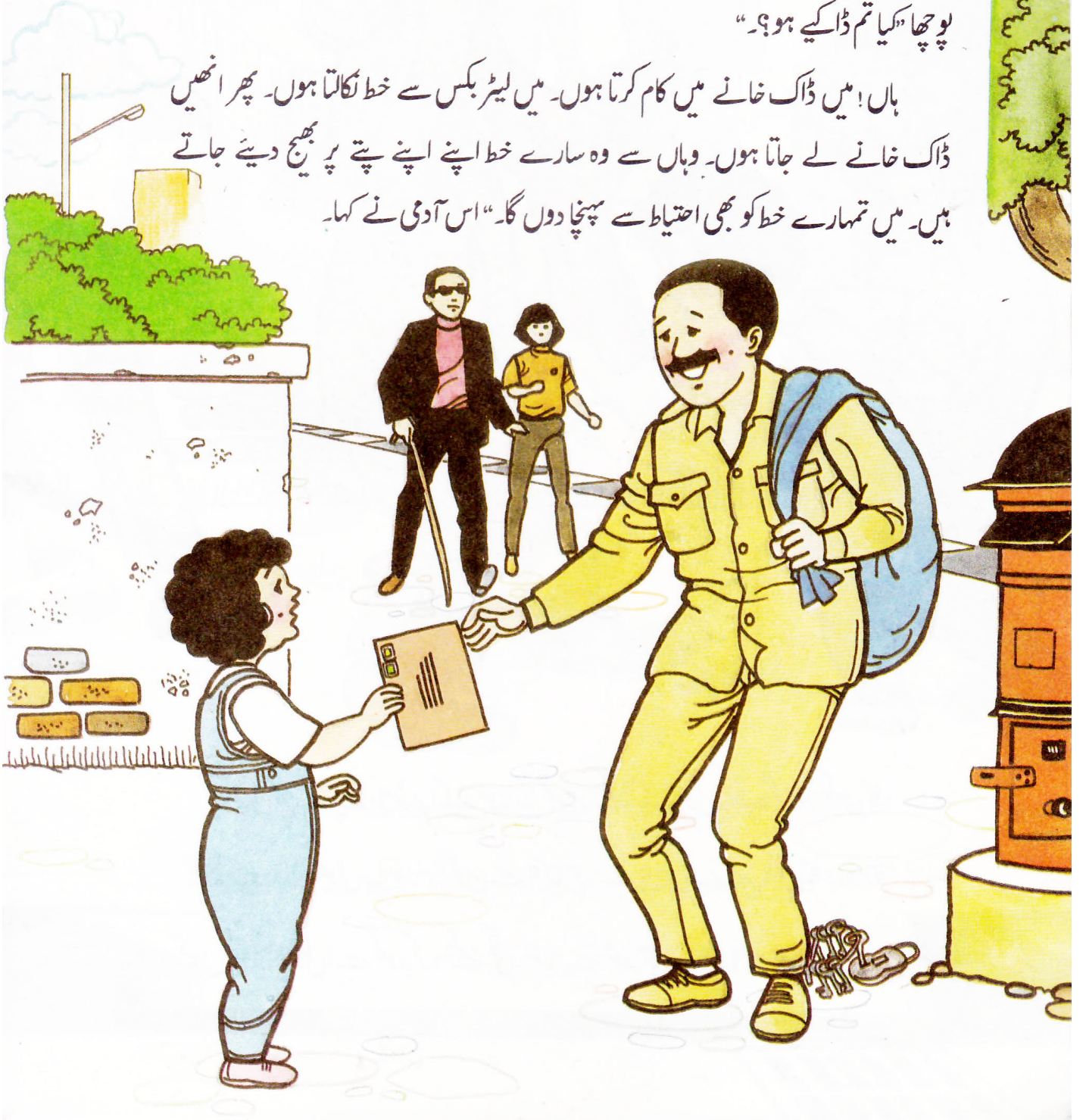
چلمی نے دیکھا کہ ڈاکیے نے بڑی احتیاط سے لیٹر بکس کے پیٹ میں سے سارے خط
نکالے، اور انھیں اپنے بڑے سے تھیلے میں بھر لیا۔ پھر اس نے لیٹر بکس کا دروازہ بند کیا اور
ایک بڑے سے گچھے میں سے ایک ننھی سی چابی نکال کر لیٹر بکس کا تالا بند کر دیا۔ اور چمکی
کی طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ ہلایا اور چلا گیا۔
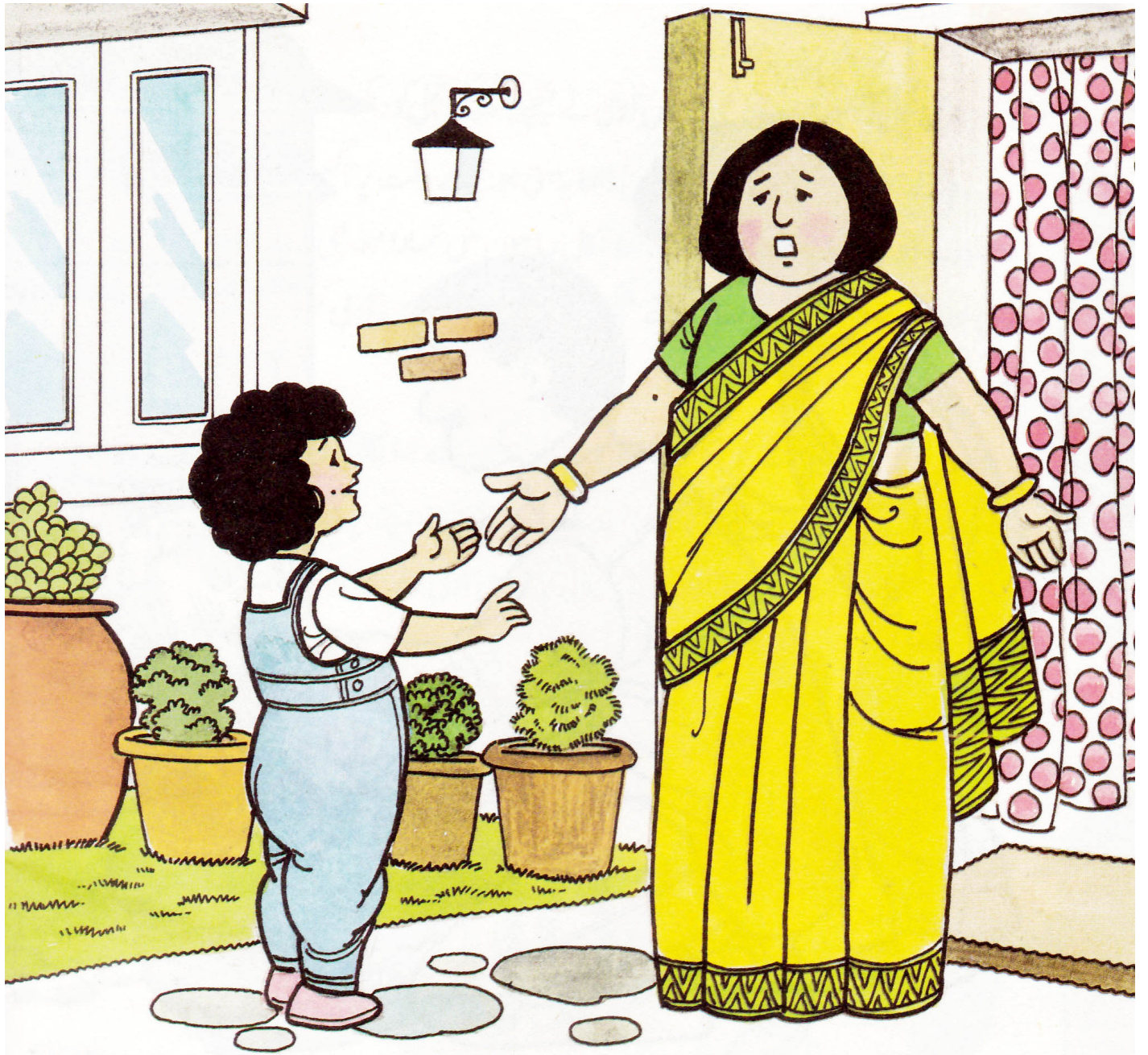
چمکی بھی اپنے گھر کی طرف چل دی۔ جب وہ گھر پہنچی تو چمکی کی امی اس کا بڑی بے چینی سے انتظار کررہی تھیں۔

"تمھیں اتنی دیر کیوں ہوگئی چمکی" انھوں نے چمکی کو دیکھ کر پوچھا۔

"اوہ! میں نے راستے میں بڑی عجیب عجیب چیزیں دیکھیں۔" چمکی بڑی خوش نظر آرہی تھی۔

"میں ایک بڑے سے کتّے راجا سے ملی۔ مٹّی کی گڑیاں دیکھیں۔ بہت ساری گاڑیاں دیکھیں۔ اور ہاں میں نے ایک چور بھی پکڑا۔ مگر امی! وہ تو ڈاکیہ نکلا!!"

چمکی نے بڑے جوش میں کہا۔ اور امی اسے دیکھ کر پیار سے مسکرادیں۔